
بسم الله الرحمن الرحيم
سنن ابن ماجه
انجاح الحاجة
للشيخ عبد الغني المجددي الدهلوي المتوفى ١٢٩٥هـ
مصباح الزجاجة
للإمام الحافظ جلال الدين السيوطي رحمه الله المتوفى ٩١١هـ
ومع
حل اللغات وشرح المشكلات
للشيخ فخر الحسن المحدث الكنكوهي رحمه الله
وبحسن توفيق الله قد ألحقنا في أول الكتاب رسائل متعددة
ما تمس إليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه
للعلامة محمد عبد الرشيد النعماني رحمه الله
شروط الأئمة الخمسة
للحافظ أبي بكر محمد بن موسى الحازمي
التعليقات على الرسالتين الأخيرتين
للشيخ محمد زاهد الكوثري
ابن ماجه وسننه
للشيخ محمد فؤاد عبد الباقي
شروط الأئمة الستة
للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر المقدسي
والأمر المخصوص الزائد
والميزة الخاصة لهذه الطبعة بأنا جعلنا الرسائل كلها ممكنة القراءة حيث زيناها بكتابة يدوية وجعلنا حواشي كل صفحة وفق
متنه لكي يسهل على الطالب قراءتها وقد أضفنا ترقيم الأحاديث والأبواب لأول مرة فنشكر الله تعالى سبحانه وتعالى على
هذا الطبع القدير بالذكر ونصلي ونسلم على حبيبه الجدير بالذكر وعلى آله وصحبه أجمعين.
خادم العلم والعلماء العبد الفقير إلى ربه القدير عز وجل مقبول الرحمن عفا الله عنه

تعارف ابن ماجہ کے مصنف

نام. ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ بن ماجہ الربعی القزوینی

نوٹ.

← ماجہ کے متعلق دو قول ہیں.

١- دادا کا نام ہے ٢- والدہ کا نام. اصح یہی ہے.

← قزوین اعراق کا مشہور شہر ہے. جو ایران کے صوبہ آذربائیجان میں واقع ہے. اور یہ حضرت عثمان غنی کے دور میں فتح ہوا.

تیسری صدی ھجری میں شہر قزوین نے فن حدیث میں خاصی شہرت حاصل کی. اور فن حدیث میں مرکز بنا. بڑے بڑے علماء اس شہر سے تیار ہوتے ہیں جنمیں علامہ ابن ماجہ سرفہرست ہیں.

← ولادت. ٢٠٩ ھجری میں ہوئی. بمطابق 824

← تحصیل علم ← ابن ماجہ کے ابتدائی تعلیم کا زمانہ سن شعور کے زمانے کو قرار دیا جاتا ہے. اور وہ زمانہ مامون و معتصم تھا.

خلافت عثمانیہ اوج شباب پر تھی. اور علوم وفنون کے اعتبار سے باغ و بہار تھی. یہاں تک کہ مسلمانوں کے شہر علوم کے مراکز سمجھے جاتے تھے. ابتدائی تعلیم اپنے مولد مسکن قزوین سے حاصل کی.

درج ذیل قزوینی مشائخ امام ابن ماجہ کے سنن ابن ماجہ میں موجود احادیث کے اساتذہ ہیں۔

۱۔ علی بن محمد حسن تنافسی ۲۔ عمرو بن رافع ابو حجر بجلی

۳۔ اسماعیل بن طوبی ابو سہل قزوینی

۴۔ ھارون بن موسیٰ بن حبان

۵۔ محمد بن خالد ابو بکر قزوینی

سفر: طلب حدیث کے لیے آپ نے 230ھ 22 سال کی عمر میں مکہ، مدینہ بصرہ، کوفہ، شام، خراسان، مصر کا سفر اور درج ذیل محدثین سے استفادہ فرمایا۔

۱۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ

۲۔ حافظ کبیر عثمان بن ابی شیبہ

۳۔ درۃ العراق حافظ محمد بن عبداللہ بن نمیر

۴۔ محدث کوفہ ابو کریب ۵۔ شیخ الکوفہ ھناد

۶۔ حافظ ولید بن شجاع ۷۔ حافظ ھارون۔

تصانیف:

۱۔ التفسیر ۲۔ التاریخ ۳۔ السنن اسی طرح آپ کی کتابوں کے نام ہیں۔

سنن ابن ماجہ کو عام محدثین نے چھٹا درجہ دیا ہے۔ وصال: 273ھ بمطابق 21 رمضان المبارک۔ 22 رمضان کو آپ کے بھائی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

رویت ہلال

➜ احناف کے نزدیک۔
مطلع صاف ہونے کی صورت میں ہلال روزہ و عید کے لیے مسلمانوں کی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ کہ ایک دو کا دیکھنا اور باقیوں کا نہ دیکھنا ان دو کی خطا پر محمول ہوگا۔

اور مطلع کے ابر آلود ہونے کی صورت میں ایک عادل کی گواہی دینا کافی ہے۔ اگرچہ لفظ شہادت یا لفظ دعویٰ کے بغیر شہادت دے یا گواہی دے۔

بعض ابر آلود ہونے کی صورت میں عید کے لیے 2 کی قید لگاتے ہیں۔
اسی طرح بعض مطلع کے صاف ہونے کی صورت میں 2 کی قید لگاتے ہیں۔

➜ جمہور کے نزدیک۔
ایک عادل کی گواہی کو کافی مانتے ہیں۔

باب الصیام

⟸ صوم کا لغوی معنی:
صوم اور صیام دونوں کا لغوی معنی الامساک ہے۔

⟸ اصطلاحی معنی:
الامساک عن المفطرات مع اقتران النیۃ به من طلوع الفجر الی غروب الشمس۔

⟸ هو الامساک عن الاکل والشرب والجماع نهاراً مع النیۃ۔

⟸ دلیل: حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا واقعہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔
فقولی انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔
یہاں صوم بمعنی گفتگو سے رکنا ہے۔

روزے کی فرضیت

روزے کا تصور ہر مذہب و قوم میں رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ مگر اسلام میں روزے کا تصور ہر قوم و مذہب سے جداگانہ ہے۔
ہندوؤں کے ہاں صرف برہمن پارسیوں کے ہاں مذہبی پیشوا یعنی پادری جبکہ دیگر بعض مذاہب میں روزہ صرف عورتوں پر ہے۔ اسی طرح

روزے کے اوقات میں لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں، جبکہ
اسلام میں روزہ ہر مسلمان مرد و عورت عاقل بالغ
پر بالاجماع فرض ہے۔ اور اس کا انکار کرنے والا کافر
ہے۔

روزے کی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔
یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب الخ

روزے کا تاریخی پس منظر

رمضان کے روزے کی فرضیت سے پہلے اسلام میں
اور سابقہ امتوں میں عام طور پر عاشوراء اور ایام
بیض کے روزے فرض تھے۔
اگرچہ عدم فرضیت کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ مگر ابتدائے
اسلام میں یہ اختیار بھی تھا۔ کہ روزہ رکھیں یا فدیہ
دیں بعد میں حکم ہوا۔
اور بغیر شرعی عذر کے فدیہ والی صورت منسوخ ہوئی۔ اسی
طرح کہ ابتداء میں روزے فرض ہوئے۔ تو اس وقت
افطار سے رات سونے تک کھانا پینا جماع جائز تھا۔
سونے کے بعد ان چیزوں کی ممانعت تھی۔ پھر حکم ہوا۔
احل لکم ... الخ۔ مذکورہ قیودات ختم ہوگئیں۔ اور پوری
رات کام کرنا جائز رہا۔

رویۃ الہلال رمضان

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک۔ جمہور ائمہ کے نزدیک رویۃ ہلال رمضان کے ثبوت کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے۔ اور اسمیں مرد یا آزاد ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ بشرطیکہ آسمان ابر آلود ہو۔ ایسی گواہی یا دعویٰ یا مجلس ہونے کی بھی شرط نہیں۔ البتہ فاسق کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔

رویۃ الہلال عید

عید الفطر اور باقی تمام مہینوں کے لیے دو عادل مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتیں لفظ شہادۃ کے ساتھ ضروری اگر آسمان ابر آلود ہو تو ان کی گواہی مان لی جائے گی۔ اور اگر آسمان ابر آلود نہ ہو۔ تو ہلال رمضان ہو یا کوئی مہینے ایک ایسی جماعت کی خبر قبول ہوگی۔ جن سے رویت کا ظن غالب ہو گئے۔

البتہ جنگل یا بلندی سے آنے والے کے لیے جماعت ہونا شرط نہیں۔

امام مالک، امام شافعی۔

ان دونوں کے نزدیک ایک قول کے مطابق ثبوت رمضان کے لیے بھی دو گواہوں کا ہونا شرط ہے۔

Scanned with CamScanner

یوم شک کا روزہ

یوم شک کا روزہ رکھنا اس شخص کے لیے افضل ہے جو شعبان کے آخری تین دن روزے رکھتا ہو۔ اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو یوم شک کا مسئلہ یہ ہے کہ خواص اس دن نفل کی نیت کرکے تو روزہ رکھ لیں۔ اور عوام دوپہر تک کچھ کھائے پیئے بغیر انتظار کریں۔

اگر چاند کی کوئی قابل قبول شہادت نہ آئے تو دوپہر کے بعد افطار کر لیں۔

اگر اس دن کوئی دوسرے واجب کی نیت کرے گا تو اس کے لیے مکروہ ہے۔

رویت سے ایک دن پہلے کا روزہ

علماء فرماتے ہیں کہ ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے تاکہ نفل روزہ اور فرض دونوں میں اختلاط نہ ہو جائے۔

سفر میں روزہ رکھنا

نوٹ: اصح قول یہی ہے کہ حالت سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔

← احناف۔ شوافع مالکیہ۔
حالت سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔
(روزہ چھوڑنے کے مقابل)

← ہاں اگر مشقت ہو تو نہ رکھنا افضل ہے۔

← دلیل۔ حدیث

← حنابلہ و اصحاب ظواہر۔
حالت سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

← دلیل۔

① عن سعد بن سیب قال قال رسول اللہ صلی
لیس من البر الصیام فی السفر
(نسائی ابن ماجہ دارمی۔ احمد وغیرہ)

② لیس من البر الصیام فی السفر
علیکم برخصۃ اللہ فاقبلوھا

← حنابلہ کی دلیل کا جواب
مذکورہ احادیث کو مشقت پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے سفر میں روزہ رکھا۔

حاملہ اور مرضعہ کے افطار میں رخصت کا حکم

⬅ احناف کے نزدیک:

حاملہ اور مرضعہ کو بصورت خوف ضرر افطار جائز ہے اور اس پر قضاء ہو گی ▬ کفارہ نہ ہو گا۔

⬅ شوافع کے نزدیک:

بچے پر خوف کی صورت میں کفارہ کا حکم دیتے ہیں۔

⬅ حنابلہ کے نزدیک

حاملہ و مرضعہ کو اپنی جان اور بچہ دونوں کا خوف ہو تو افطار جائز اور صرف قضاء لازم ہو گی اور اگر صرف بچہ کا خوف ہو تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اور اگر بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیتا ہو تو افطار نہ کرے بلکہ اجرت دے کر رضاعت کرے بشرطیکہ اجرت پر قدرت ہو۔

⬅ مالکیہ کے نزدیک:

حاملہ و مرضعہ کو روزے کے سبب بیماری کا یا بیماری کے بڑھنے کا خوف ہو۔ چاہیے دونوں پر یا دونوں میں سے کسی ایک پر تو افطار جائز اور صرف قضاء لازم ہو گی۔ اور مرضعہ پر (حاملہ کے بجائے) قضاء کیا تو کفارہ ہو گا البتہ بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیے تو افطار جائز نہ ہو گا بلکہ قدرت علی الاجرۃ کی صورت میں رضاعت کا حکم ہو گا۔

جماع رمضان کا کفارہ

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ کفارے میں پہلے اگر رقبہ کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے لیکن اگر یہ نہ کر سکے تو 60 مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہاں تک ائمہ کا اتفاق ہے۔

⟸ اختلاف کفارے کی ترتیب میں ہے۔

⟸ امام مالک کے نزدیک:

کفارہ یمین کی طرح روزے کے کفارے میں ترتیب ضروری قرار نہیں دیتے۔ بلکہ مطلق رکھتے ہیں۔

⟸ جبکہ ائمہ ثلاثہ ترتیب کو واجب قرار دیتے ہیں۔

⟸ ان کی دلیل حدیث ترمذی۔

عن ابو هريرة قال اتى النبي الله صلى الله عليه وسلم رجل فقال هلكت قال وما اهلكك قال وقعت على امرأتي في رمضان فقال النبي صلى الله عليه وسلم اعتق رقبة قال لا اجد قال صم شهرين متتابعين قال لا اطيق قال اطعم ستين مسكينا قال لا اجد قال اجلس مجلس فاتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرق فيه تمر والعرق المكتل الضخم قال تصدق به فقال ما بين لابتيها احد افقر منا. قال فضحك الى شئ بدت انيابه قال فخذه فاطعمه اهلك.

نوٹ: جمہور اس کو کفارہ ظہار پر قیاس کرتے ہیں۔

مسواک کے بارے میں

قاعدہ

جہاں غذا یا ملذز پایا جائے وہاں قضاء کیساتھ کفارہ ہوتا ہے۔

روزہ میں مسواک کرنا

تمام ائمہ کے نزدیک مطلقاً روزہ کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے۔ البتہ کچھ تفصیل

احناف روزے کی حالت میں مطلقاً مسواک کو جائز مانتے ہیں زوال سے پہلے ہو یا بعد۔ نفلی روزہ ہو یا فرض

امام شافعی کے نزدیک
شام کے وقت مکروہ قرار دیتے ہیں۔

امام احمد کے نزدیک
بعد زوال فرض روزے میں مکروہ قرار دیتے ہیں

امام مالک کے نزدیک
فرض میں مطلقاً مکروہ اور نفل میں مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔

روزے کی حالت میں پچھنے لگانا

← جمہور علماء کے نزدیک روزے کی حالت میں پچھنے لگانے لگوانے پر افطار صوم کا حکم نہ ہو گا۔

← امام احمد اس صورت میں افطار صوم کا قول کرتے ہیں۔

← دونوں کے دلائل حدیث باب ہے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حاجم اور محجوم دونوں پر افطار رہے۔

رد

جمہور کی طرف سے امام احمد کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ محجوم کا روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خون کے نکلنے سے بہت کمزور ہو جائے گا جس کا نتیجہ اس کا روزہ ٹوٹنے کا خدشہ پیدا ہو جائے گا۔

حاجم جب منہ بھر سینگی دے گا تو اس کے
← منہ سے خون کے قطرے گلے میں جانے کا خدشہ پیدا ہوگا۔

(یہاں لکھ دیا ہے)

(مسلم شریف)

پالتو گدھے کے گوشت کا حکم

⟸ جمہور علماء و فقہاء کے نزدیک۔ پالتو گدھے کے گوشت کے حرام ہونے کا قول کرتے ہیں۔

جبکہ حضرت امام مالک کے تین قول ہیں۔

1۔ جمہور کیساتھ ہیں

2۔ مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں۔

3۔ مباح قرار دیتے ہیں۔

⟸ سب کی دلیل باب کی حدیث ہے حضور علیہ السلام نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

نوٹ۔ عبداللہ بن عباس پالتو گدھے کے گوشت کو مطلقاً حلال قرار دیتے ہیں

⟸ دلیل۔ ابوداؤد 3809

راوی غالب بن ابجر

جواب

ہم اس کے دو جواب دیتے ہیں۔

1۔ سند میں کلام ہے۔

2۔ یہ حالت اضطرار پر محمول ہے۔

روزہ دار کا بوسہ لینا

⟸ امام اعظم کا مسلک۔

بوسہ لینا، مس کرنا اور عورت کے بدن کو اپنے سے لپٹانا روزہ دار کے لیے مکروہ ہے۔ جبکہ ایسی صورت میں جماع میں مشغول ہو جانے کا خوف ہو۔ اگر یہ خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

⟸ امام احمد بن حنبل

اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ انزال ہو جائے گا تو اخیر کسی اختلاف اس کے لیے بوسہ لینا، معانقہ کرنا بغل گیر ہونا۔ اور بار بار بیوی کو دیکھنا حرام ہے۔

⟸ امام شافعی کا مذہب۔

جب بغیر جماع کے کسی نے روزہ توڑا یعنی کھا لی کر یا مشت زنی کر کے اور انزال تک لے جانے والی مباشرت اس پر کفارہ نہیں۔ کیونکہ نص میں جماع کا آیا ہے۔

⟸ امام مالک کے نزدیک۔

روزہ دار کے لیے بوسہ لینا جائز ہے جبکہ اس کو انزال اور جماع کا خطرہ نہ ہو۔

روزہ دار کا مباشرت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں۔
بڑی عمر کے شخص کو مباشرت کی اجازت دی گئی۔
جبکہ نوجوانوں کے لیے اس کو مکروہ قرار دیا۔
اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ران یا پیٹ پر جماع کیا
یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے۔ یا عورت کا بدن
چھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو۔ پھر بھی بدن کی گرمی
محسوس ہوئی تو ان سب صورتوں میں صرف
قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

روزہ دار کا غیبت کرنا اور بے حیائی کرنا

روزہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ عوام کا روزہ: جسمیں کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپکو باز رکھا جاتا ہے۔

۲۔ خواص کا روزہ: جسمیں تمام اعضاء اور حواس کو حرام و مکروہ خواہشات و لذات سے بچایا جاتا ہے۔

۳۔ اخص الخواص کا روزہ:
جسمیں سوائے حق کے ہر چیز سے کلیتہً اجتناب ہوتا ہے۔ بلکہ غیر حق کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا۔

سوال) افطار میں جلدی کرنا

یہود و نصاریٰ افطار میں اتنی تاخیر کرتے کہ ستارے گنجان یعنی ستارے نکل آتے تھے۔ اور اس زمانے میں روافض بھی ان کی پیروی کرتے ہیں۔ لھذا وقت ہو جانے پر جلدی افطار کرنا اھل باطل کی مخالفت ہوتی ہے۔
اور دین کا غلبہ اور دین کی شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین کے دشمنوں کی مخالفت دین کی مضبوطی اور غلبہ کا باعث ہے۔ اور ان کی موافقت کرنا دین کے لیے نقصان ہے۔

سوال) روزے میں نیت کو معلق کرنا فقہی مسئلہ

روزہ رکھنے کو کسی شرط کیساتھ واجب کرے۔ مثلاً میرا فلاں کام ہو گیا ہے۔ یا بیمار تندرست ہو گیا۔ تو میں روزہ رکھوں گا۔ اس صورت میں جب شرط پائی جائے تو اتنے روزے رکھنا اس پر واجب ہیں جتنے اس نے کہے تھے۔
امام شافعی فرماتے ہیں۔
نفلی روزہ مطلق نیت کیساتھ جائز ہے۔

اور واجب روزے کے لیے نیت ضروری ہے۔ وہ
نیت کے بغیر جائز نہیں۔

ان کی دلیل:

یہ روزہ فرض ہے اور اس کی ادائیگی تعین نیت کے بغیر
نہ ہوگی۔

نیت روزہ کے بارے میں مذاہب اربعہ

امام مالک کے نزدیک:

روزے میں نیت رات سے کرنی ہے۔ خواہ کسی نوعیت کا ہو۔

امام شافعی اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ لیکن
نفل کے معاملے میں ان دونوں کے یہاں اتنا فرق ہے کہ
اگر روزہ نفل ہو تو احمد کے نزدیک زوال سے پہلے
نیت کی جاسکتی ہے۔
اور امام شافعی کے نزدیک۔ غروب آفتاب ہونے سے
پہلے تک بھی نیت کرلینی جائز ہے۔
لیکن قضاء، کفارہ، اور نذر مطلق میں حنفیہ
کے ہاں رات ہی سے نیت کرنا شرط ہے۔

ایام تشریق

11، 12، 13 ذوالحجہ کے دن ہیں۔

یوم عرفہ نویں ذوالحجہ کی نماز فجر سے ایام تشریق کے آخری دن تیرہویں ذوالحجہ کی عصر تک فرض نمازوں کے بعد تکبرات پڑھی جائیں گی۔

احناف کے دو موقف ہیں۔

1- یوم عرفہ کی نماز فجر سے یوم نحر (دس ذوالحجہ) کی نماز عصر تک تکبرات پڑھی جائیں گی۔

2- یوم عرفہ کی نماز فجر سے ایام تشریق کے آخری دن نماز عصر تک تکبرات پڑھی جائیں۔

فدیہ کی مقدار

ہر دن کے روزے کے بدلے فدیہ کی مقدار نصف صاع یعنی ایک کلو 233 گرام گیہوں یا اس کی مقدار ہے۔
فدیہ اور کفارہ میں جس طرح تملیک جائز ہے اسی طرح اباحت طعام بھی جائز ہے۔

Scanned with CamScanner

(اعتکاف کی قضا کا بیان)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا
اعتکاف نفل (سنت مؤکدہ) ہے لیکن
شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے۔
⟸ اگر کسی شخص نے ایک دن کا اعتکاف
فاسد کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک
اس پر پورے دس دن کی قضا لازم ہے۔
امام اعظم کے نزدیک:
صرف اسی دن کی قضاء لازم ہے۔
اعتکاف کی قضاء صرف قصداً جان بوجھ کر
ہی توڑنے سے نہیں
بلکہ اگر کسی عذر کی وجہ سے اعتکاف چھوڑا
تو اس کی قضا لازم ہوگی۔
اگر اعتکاف میں کچھ دن فوت ہوں تو تمام
کی قضا کی حاجت نہیں۔
بلکہ اتنے کی قضاء کرے صرف۔
اگر کل دن فوت ہوں تو کل کی قضاء
لازم ہوگی۔

08) معتکف کے خروج جمعہ سے عدم فساد

⟸ احناف کے نزدیک:
اگر معتکف جمعہ کی نماز کے لیے باہر جائے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

⟸ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک
اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

⟸ فقہاء مالکیہ کے نزدیک:
جب وہ جمعہ کے لیے جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

⟸ ابن عربی نے کہا جب وہ جمعے کے لیے نکلے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

⟸ علامہ سرخسی لکھتے ہیں۔ علامہ حاکم شہید نے کہا جب کوئی شخص نصف دن یا اس سے زیادہ باہر جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اعتکاف کا رکن فوت جاتا ہے۔

⟸ امام اعظم کے نزدیک اگر معتکف ایک گھنٹے کے لیے باہر گیا اس کا ~~...~~ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

اعتکاف کرنے والا اپنے سر کو دھو سکتا ہے

علامہ ابن ھمام فرماتے ہیں۔
اگر معتکف اپنے جسم کا کوئی عضو مسجد کے اندر کسی برتن میں دھوئے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو۔

اعتکاف میں جماع و مباشرت

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں۔ کہ
اعتکاف کرنے والا کے لیے سنت (یعنی ضروری) یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کرے۔
اور نہ مسجد سے باہر مطلقاً نماز جنازہ کے لیے شریک ہو۔ نہ عورت سے صحبت کرے نہ مباشرت کرے۔
مباشرت سے وہ چیزیں مراد ہیں۔ جو جماع کا ذریعہ اور باعث بنتی ہیں۔
جیسے بوسہ لینا، بدن سے لپٹنا اس قسم کی دوسری حرکات لہٰذا ہم بستری اور مباشرت معتکف کے لیے حرام ہے۔
فرق صرف اتنا ہے کہ ہم بستری سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے خواہ عمداً کرے یا سہواً۔
خواہ دن کو یا رات

جبکہ مباشرت سے اعتکاف اس وقت باطل ہوگا۔ جب انزال ہو جائے۔ اگر انزال نہیں ہوا تو اعتکاف باطل نہیں ہوا۔

بھول کر جماع کرنا فساد اعتکاف میں مذاہب

احناف کے نزدیک۔
جس نے بھول کر جماع کیا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

اسی طرح امام مالک اور امام احمد نے بھی کہا۔ خواہ انزال ہوا یا نہ ہوا۔

امام شافعی کے نزدیک۔
بھول کر جماع کرنے سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔
ابن سماعہ نے اپنے اصحاب سے یہی روایت کیا ہے۔

اعتکاف کے لیے جامع مسجد ہونے میں فقہی بیان

⇐ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:
اعتکاف کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کرنا
اور اپنے نفس کو اس پر مقید کر دینا۔ اور یہ
اعتکاف اجماعی طور پر واجب نہیں۔
ہاں اگر کوئی نذر مانے یا رمضان میں قصداً چھوڑ دے
شروع کر کے۔ تو ان پر ادائیگی واجب ہے۔

⇐ عورتیں اگر اعتکاف کریں تو وہ اس جگہ اعتکاف
کریں گھر میں جہاں انہوں نے نماز کے لیے جگہ
مخصوص کی ہوئی ہو۔

⇐ امام زہری اور سلف کی ایک جماعت نے اعتکاف
کو جامع مسجد کے ساتھ خاص کیا ہے۔

⇐ امام شافعی کا تقریباً اسی طرف اشارہ ہے۔
اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ معتکف آسانی سے
جمعہ ادا کر سکے۔

اعتکاف کی تاریخی حیثیت

اعتکاف اللہ کی عبادت و بندگی بجا لانے کا ایسا ذریعہ منفرد ہے۔ جس میں مسلمان دنیا سے بالکل الگ اور لاتعلق ہو کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں فقط اس کی ذات میں متوجہ اور مستغرق ہو جاتا ہے۔

اعتکاف کی تاریخ روزوں کی تاریخ کی طرح بہت قدیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

ہم نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ میرا گھر طواف کرنے والوں کے لیے اعتکاف کرنے والوں کے لیے۔ اور رکوع کرنے والوں کے لیے خوب صاف ستھرا رکھیں۔

کتاب الدیات

قتل جنایات کی پانچ اقسام

۱۔ عمد ۲۔ شبہ عمد ۳۔ خطاء
۴۔ جاری مجریٰ خطاء ۵۔ قتل بالسبب

1۔ قتل عمد

کسی دھاری دھار آلہ سے قتل کرنا (ارادتاً) جیسے چھری، تلوار
یہ تعریف امام اعظم کے نزدیک ہے۔
صاحبین کے نزدیک
کہ ایسے آلہ سے قتل کرنا کہ عام طور پر اس سے موت
واقع ہو جاتی ہو۔ ان کے نزدیک دھاری دھار
شرط نہیں۔

2۔ قتل شبہ عمد

صاحبین کے نزدیک جو صورت قتل عمد کی ہے امام
صاحب کے نزدیک وہ شبہ عمد کی ہے۔
جبکہ صاحبین کے نزدیک شبہ عمد کی تعریف
ایسے آلہ سے قتل کرنا جس سے عام طور پر موت
واقع نہ ہوتی ہو جیسے چھوٹے پتھر سے قتل کرنا۔

3۔ قتل خطاء

غلطی سے قتل ہو گیا ارادہ نہ تھا
اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱- خطا فی القصد ۲- خطا فی الفعل

۱- خطا فی القصد
دور سے نظر آنے والی چیز کو شکار سمجھ کر آلہ پھینکا مگر وہ انسان تھا۔

۲- خطا فی الفعل۔
شکار پر شکار سمجھ کر آلہ قتل پھینکا مگر وہ کسی انسان پر جا کر لگا۔

4- قتل جاری مجریٰ
سوئے ہوئے کا کسی شخص پر گرنا کہ وہ مر جائے۔ یعنی جس پر گرا۔

5- قتل بالسبب۔
غیر کی زمین اس طرح تصرف کرنا کہ اس سے کسی کی موت واقع ہو جائے۔

(ان اقسام کے احکام)

(قتل عمد کا حکم)
قاتل گناہگار ہے۔ قاتل پر قصاص ہو گا۔ اور میراث سے محروم ہو جائے گا۔ جب مورث کو قتل کرے۔

← احناف کے نزدیک کفارہ نہیں ہوگا جبکہ

← امام شافعی کے نزدیک کفارہ ہوگا۔

← احناف کے نزدیک قصاص ہی متعین ہوگا۔
البتہ شوافع کے نزدیک قصاص و دیت میں
سے کوئی ایک لا علی التعیین ہوگا۔
یعنی دونوں میں سے ایک واجب ہوگا۔

← احناف کے نزدیک قصاص واجب ہے البتہ
ورثاء دیت لینا چاہیں اور قاتل بھی راضی ہو
تو جائز ہے۔

← شوافع تعیین کا اختیار ورثاء کو دیتے ہیں جبکہ
احناف باہم رضامندی کی بات کرتے ہیں ورثاء کی یکطرفہ

← قتل شبہ عمد کا حکم

قاتل گناہ ہوگا۔ اور میراث سے محروم ہوگا۔
دیت مغلظہ علی عاقلۃ القاتل واجب
ہوگی۔ اور اونٹوں میں تغلیظ یوں
ہوگی۔ احناف کے نزدیک۔
دیت مغلظہ ارباعاً ہوتی ہے۔

1- 25 بنت مخاض۔ جن کا پہلا پورا ہو کر دوسرا شروع ہو۔

25۔ بنت لبون 25۔ حقہ 25۔ جذعہ

⟵ شوافع کے نزدیک:
سوا ونٹ کے قائل ہیں مگر یہ اثلاثاً کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

30 حقہ 30 جذعہ 40 خلفات (گابن اونٹنی)

⟵ احناف کی دلیل:
عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے

شوافع کی دلیل کا جواب۔
ابتداً تغلیظ اثلاثاً تھی بعد میں ارباعاً ہوگئی۔

نوٹ۔ اس صورت میں بالاتفاق کفارہ ہوگا۔

قتل خطاء کا حکم

دیت واجب ہوگی میراث سے محروم ہوگا۔
بے احتیاطی کا گناہ ہوگا۔ البتہ قتل عمد اور شبہ عمد کا گناہ نہ ہوگا۔

کفارہ واجب ہوگا۔

⟵ دیت۔ احناف کے نزدیک
20۔ بنت مخاض 20 ابن مخاض 20 بنت لبون
20 حقہ - 20 جذعہ

نوٹ. شوافع ابن مخاض کے بجائے ابن لبون کا قول کرتے ہیں.

نوٹ: قتل خطاء اور جاری مجری قتل کے احکام ایک جیسے ہیں.

سوال: قتل بالسبب کا حکم ہے

صرف دیت ہوگی کفارہ و حرمان نہ ہوگا.

اس پر دیت مخففہ ہوگی.

سوال: اموال دیت ہے

تین ہیں.

ابل، ذهب، فضة

سونا ایک ہزار دینار

چاندی کی دیت

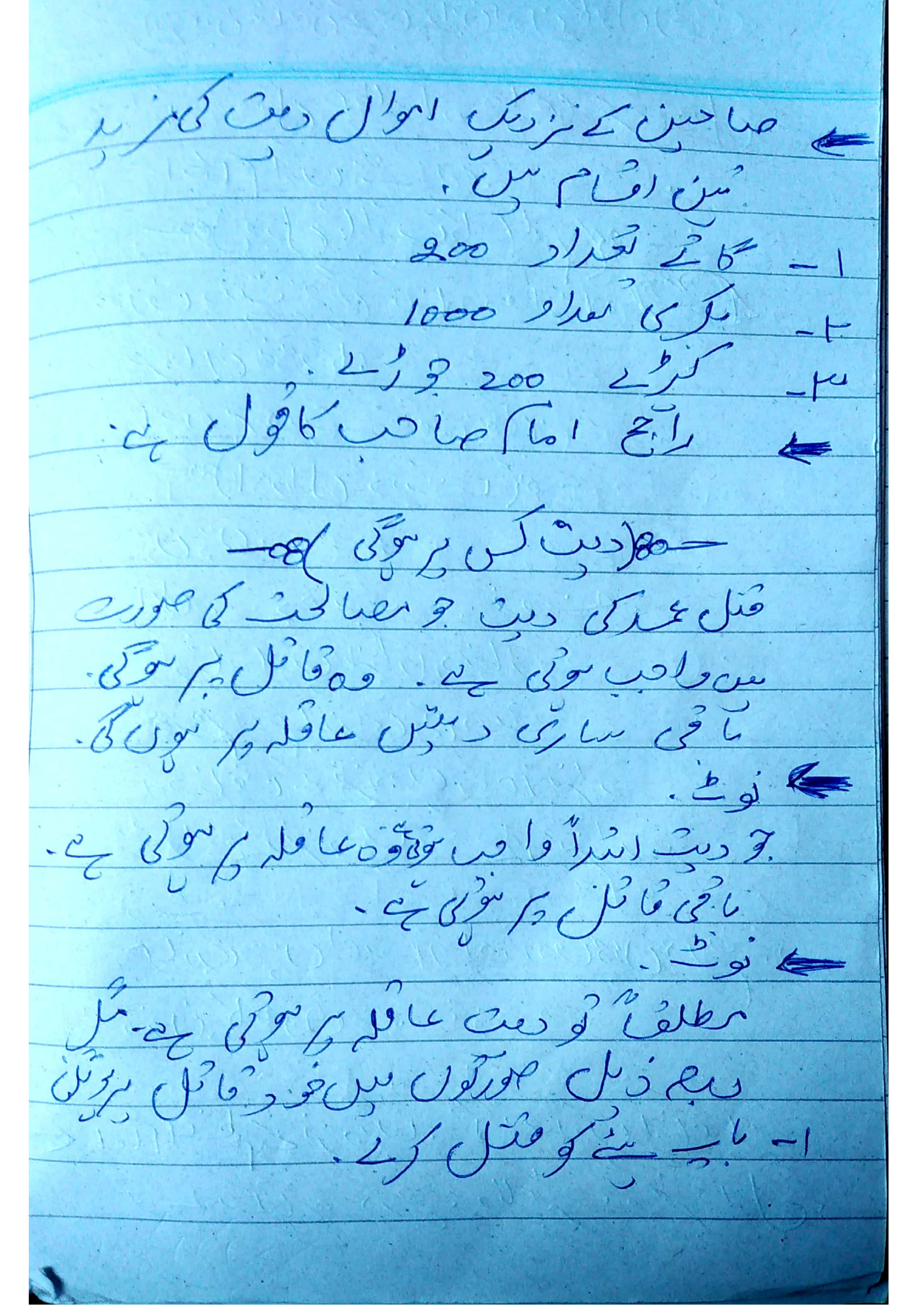
احناف کے نزدیک 10 ہزار

شوافع کے نزدیک 12 ہزار.

نوٹ:

چاندی میں اصل اختلاف نہیں درہم کے وزن کا فرق ہے.

امام اعظم کے نزدیک. کوئی ایک لینا چاہیے تو لے سکتا ہے درہم، دنانیر، بغیر الابل.



صاحبین کے نزدیک اموال دیت کی مزید تین اقسام ہیں۔

۱۔ گائے تعداد 200

۲۔ بکری تعداد 1000

۳۔ کپڑے 200 جوڑے

راجح امام صاحب کا قول ہے۔

دیت کس پر ہوگی

قتل عمد کی دیت جو مصالحت کی صورت میں واجب ہوتی ہے۔ وہ قاتل پر ہوگی۔ باقی ساری دیتیں عاقلہ پر ہوں گی۔

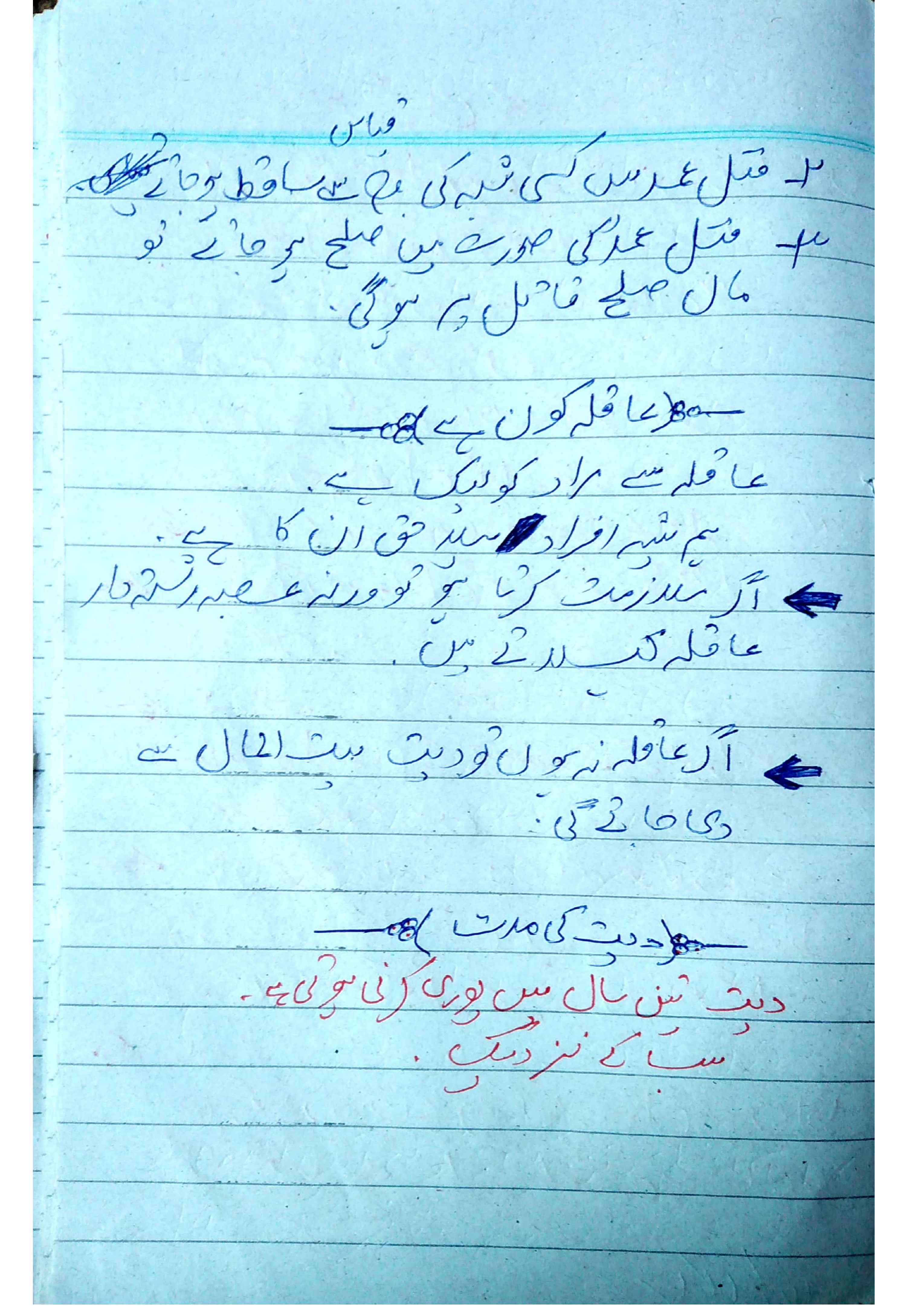
نوٹ۔

جو دیت ابتداً واجب ہوتی وہ عاقلہ پر ہوتی ہے۔ باقی قاتل پر ہوتی ہے۔

نوٹ۔

مطلقاً تو دیت عاقلہ پر ہوتی ہے۔ مگر درج ذیل صورتوں میں خود قاتل پر ہوگی

۱۔ باپ بیٹے کو قتل کرے۔



قیاس

۲۔ قتل عمد میں کسی شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جائے

۳۔ قتل عمد کی صورت میں صلح ہو جائے تو
مال صلح قاتل پر ہو گی۔

عاقلہ کون ہے

عاقلہ سے مراد کون لوگ ہے۔

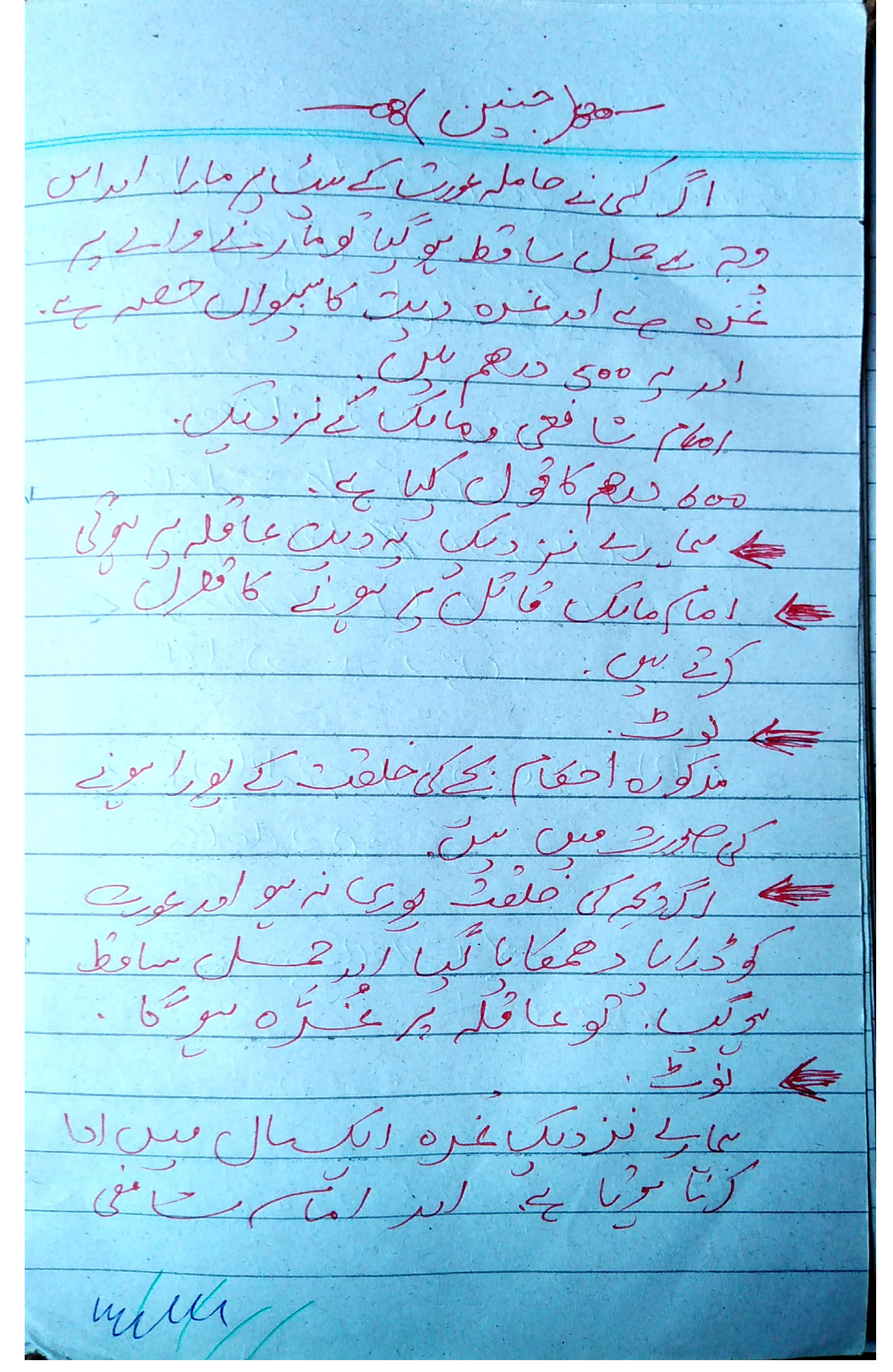
ہم پیشہ افراد سے حق ان کا ہے۔

← اگر ملازمت کرتا ہو تو ورنہ عصبہ رشتہ دار
عاقلہ کہلاتے ہیں۔

← اگر عاقلہ نہ ہوں تو دیت بیت المال سے
دی جائے گی۔

دیت کی مدت

دیت تین سال میں پوری کرنی ہوتی ہے۔
سب کے نزدیک۔



جنین (د)

اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا اور اس وجہ سے حمل ساقط ہو گیا تو مارنے والے پر غرہ ہے اور غرہ دیت کا بیسواں حصہ ہے۔

اور یہ 500 درہم ہیں۔

امام شافعی و مالک کے نزدیک

600 درہم کا قول کیا ہے۔

⟸ ہمارے نزدیک یہ دیت عاقلہ پر ہوگی

⟸ امام مالک قاتل پر ہونے کا قول کرتے ہیں۔

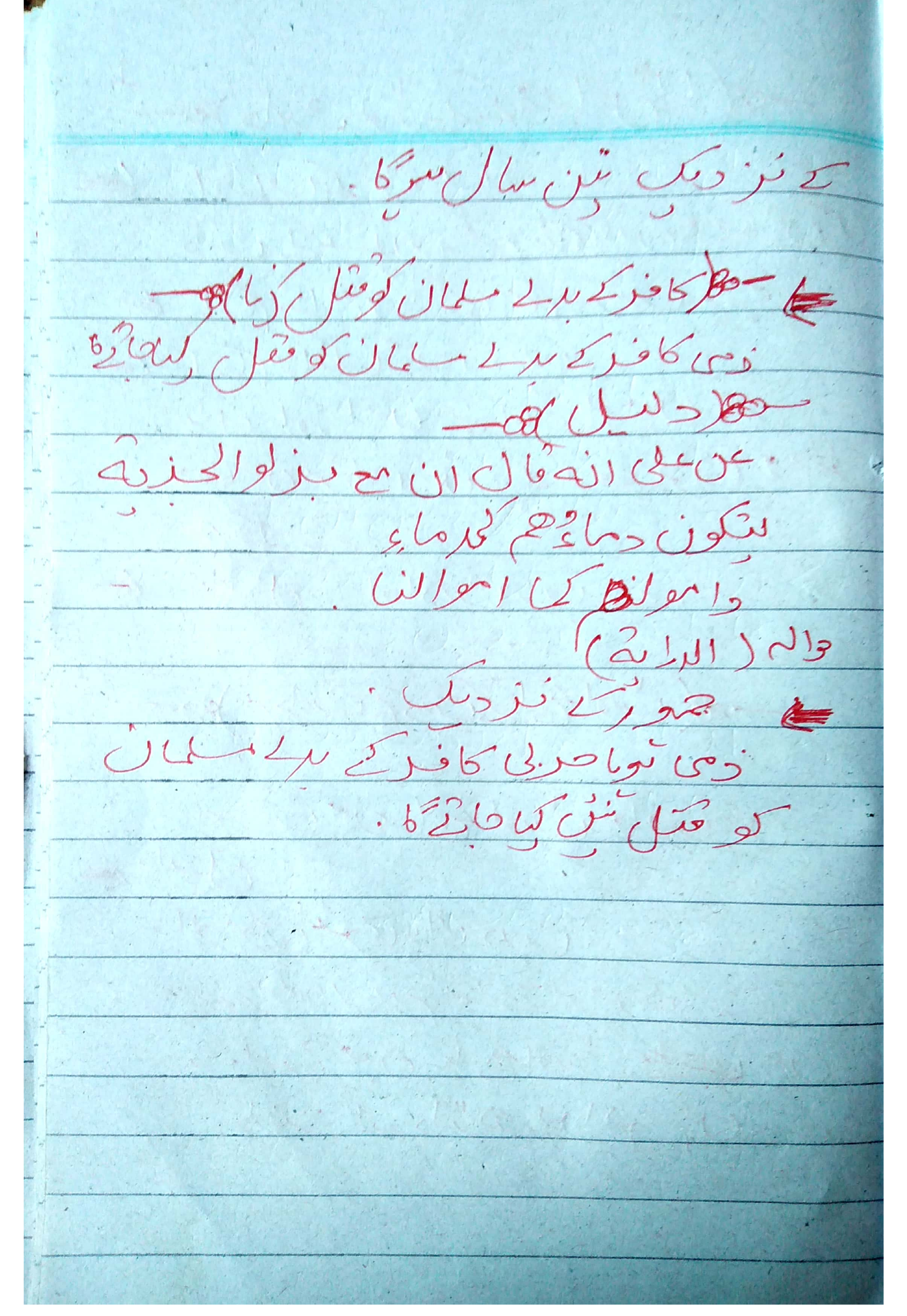
⟸ نوٹ۔

مذکورہ احکام بچے کی خلقت کے پورا ہونے کی صورت میں ہیں۔

⟸ اگر بچہ کی خلقت پوری نہ ہو اور عورت کو ڈرایا دھمکایا گیا اور حمل ساقط ہو گیا۔ تو عاقلہ پر غرہ ہو گا۔

⟸ نوٹ،

ہمارے نزدیک غرہ ایک سال میں ادا کرنا ہوتا ہے۔ اور امام شافعی



کے نزدیک تین سال ہوگا۔

مسئلہ: کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کرنا

ذمی کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جائے گا

دلیل:

عن علی انه قال انما بذلوا الجزیة

لیکون دماؤهم کدمائنا

واموالهم کاموالنا.

حوالہ (الدرایہ)

جمہور کے نزدیک

ذمی ہو یا حربی کافر کے بدلے مسلمان

کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

1 ——(دانت توڑنے کے قصاص میں)——

⇐ احناف کے نزدیک.
دانت کے علاوہ کسی ہڈی میں قصاص نہیں.

⇐ امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے.

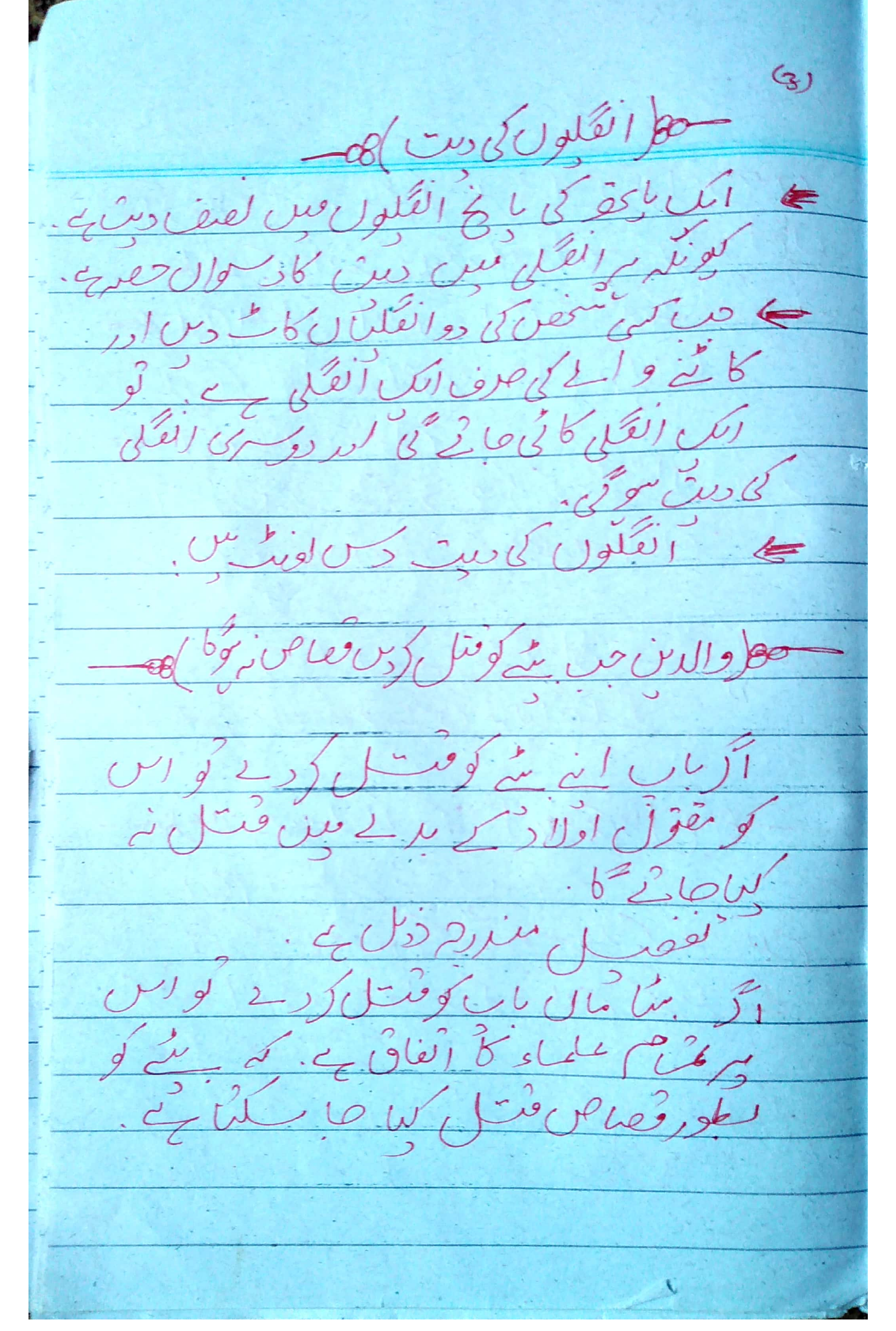
⇐ امام مالک کے نزدیک.
ران اور اس جیسے اعضاء میں بھی قصاص ہوگا اس لیے کہ وہ خوف وخطر کی جگہ ہے.

⇐ دلیل احادیث باب ہے.

2 ——(ہر دانت پر دیت کے پانچ اونٹ)——

ہر دانت میں پانچ اونٹ واجب ہیں.

⇐ دلیل
ابو موسیٰ اشعری والی حدیث.
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا.
ہر دانت میں پانچ اونٹ ~~واجب~~ ہیں
دانت اور داڑھ برابر ہیں.



انگلیوں کی دیت

- ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں میں نصف دیت ہے۔ کیونکہ ہر انگلی میں دیت کا دسواں حصہ ہے۔
- جب کسی شخص کی دو انگلیاں کاٹ دیں اور کاٹنے والے کی صرف ایک انگلی ہے تو ایک انگلی کاٹی جائے گی اور دوسری انگلی کی دیت ہو گی۔
- انگلیوں کی دیت دس اونٹ ہیں۔

والدین جب بیٹے کو قتل کر دیں قصاص نہ ہوگا

اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کو مقتول اولاد کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا۔

تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اگر بیٹا ماں باپ کو قتل کر دے تو اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ کہ بیٹے کو بطور قصاص قتل کیا جا سکتا ہے۔

اگر ماں باپ بیٹے کو مار ڈالے تو اس میں علماء کے اختلافی اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

⇐ امام اعظم، احمد، امام شافعی کے نزدیک۔

باپ کو بطور قصاص قتل نہ کیا جائے۔

⇐ امام مالک کا قول۔

اگر باپ نے بیٹے کو ذبح کر کے مار ڈالا ہے تو اس صورت میں باپ کو بطور قصاص قتل کیا جا سکتا ہے۔

اور اگر اس نے بیٹے کو تلوار سے ختم کیا ہے تو پھر اس سے قصاص نہ لیا جائے۔

(غلام کے بدلے مالک کے قتل و عدم قتل)

امام اعظم کے نزدیک۔

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو قتل کر دے تو اس کو غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا۔

لیکن اگر اس نے اپنے غلام کو قتل کیا تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام اعظم کے علاوہ بقیہ تینوں ائمہ
کا مسلک یہ ہے کہ
آیت کریمہ الحر بالحر والعبد بالعبد
کسی آزاد شخص کو نہ تو اپنے غلام کے بدلے میں
قتل کیا جائے اور نہ کسی دوسرے کے بدلے میں.
⇐ ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کا قول
مقتول غلام کے بدلے میں قاتل آزاد کو قتل
کیا جائے خواہ مقتول اس کا اپنا غلام ہو
یا کسی دوسرے کا.

قاتل سے اسی طرح قصاص لینا جس طرح قتل کیا

ایسے بھاری پتھر سے کسی کو ہلاک کر دینا جس کی ضرب سے عام طور پر ہلاکت واقع ہو جاتی ہو یہ قصاص کا موجب ہے۔
اکثر علماء اور تینوں ائمہ کا یہی قول ہے۔

امام اعظم کے نزدیک۔
اگر پتھر کی وجہ سے ہلاکت واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے قصاص لازم نہیں ہوتا۔

کنوئیں میں گر کر بھوک یا غم سے فوت ہو جانا

امام اعظم کے نزدیک
کسی بندے نے راستے میں کنواں کھودوایا اور اس میں کوئی شخص گر کر بھوک یا دکھ کی وجہ سے مر گیا۔ تو کھودنے والے پر ضمان نہ ہوگا۔
کیونکہ گرنے والا اپنے ذاتی سبب سے فوت ہونے والا ہے۔ اور ضمان تو اس پر ثابت ہوتا جب وہ گرنے کے سبب فوت ہوتا۔

امام ابو یوسف کے نزدیک۔
اگر بھوک کی وجہ سے فوت ہوا تو امام اعظم کے قول کے مطابق ضمان نہ ہوگا۔

اور اگر غم کی وجہ سے فوت ہوا ہے۔ تو کھودنے
والا ضامن ہوگا۔
⇐ امام محمدؒ کے نزدیک:
کھودنے والا تمام احوال میں ضامن نے گا۔
⇐ کیونکہ موت گرنے کے سبب سے لاحق ہونے والی ہے۔

(باب القسامۃ)

قسامت کا لغوی معنی و اصطلاحی۔
⇐ لغوی معنی۔ سوگند کھانا۔
⇐ اصطلاحی معنی:
اگر کسی آبادی یا محلہ میں یا آبادی یا محلے
کے قریب کسی شخص کا قتل ہو جائے۔ اور
قاتل کا پتہ نہ چلے اور حکومت واقعات
کی تحقیق کرے اگر پتہ چلے تو ٹھیک ورنہ
آبادی یا محلہ کے باشندوں میں سے 50
آدمیوں سے قسم لی جائے گی۔
اسی طرح کہ ان میں سے ہر آدمی یہ قسم کھائے۔
نہ تو میں نے اس کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اس کے قاتل
کا مجھے علم ہے۔

حاملہ پر حد جاری کرنا

کسی حاملہ نے زنا کیا تو وضع حمل تک اس پر حد جاری نہ ہوگی۔ تاکہ یہ بچے کی ہلاکت کا سبب نہ بنے۔ اور بچے کی جان قابل احترام ہے۔

اور جب اس کی سزا اسی 80 کوڑے ہو تو اس کو نفاس سے پاک ہونے تک کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔ کیونکہ نفاس ایک قسم کا مرض ہے اچھا ہونے تک سزا کو مؤخر کیا جائے گا۔ البتہ رجم میں ایسا نہیں۔ کیونکہ اس میں خوف بچے کے سبب سے مؤخر کیا جائے گا۔

امام اعظم کی روایت کے مطابق۔ رجم کو بھی اس وقت تک مؤخر کیا جائے گا جب تک بچہ اس سے بے پرواہ نہ ہو جائے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اس کا کوئی پرورش کرنے والا ہو۔ کیونکہ رجم کی تاخیر بچے کو محفوظ کرنے کے لیے تھی۔

بچہ ماں کے دودھ

ابواب الذبائح.

ذبح کا لغوی معنی و مفہوم

یہ ذبح اور ذکاۃ اسلام کے اصطلاحی لفظ ہیں.

ان سے مراد حلق کا اتنا حصہ کاٹ دینا جس سے جسم کا خون اچھی طرح خارج ہو جائے.

ذبح کی اقسام

۱۔ اختیاری ۲۔ اضطراری.

۱۔ اختیاری ذبح

وہ جگہ جو دو جبڑوں اور سینہ کی بالائی حصہ کی درمیانی جگہ مذبح ہے.

۲۔ ذبح اضطراری

جب جانور کو مذبح کی جگہ ذبح کرنا مشکل ہو. تو پھر جانور کو کسی بھی جگہ زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا.

ترکِ تسمیہ کے سبب ذبیحہ مردار ہے

⇐ جب ذبح کرنے والے نے جان بوجھ کر بسم اللہ کو ترک کر دیا۔ تو وہ ذبیحہ مردار ہے اور اس کو نہیں کھایا جائے گا۔
اگر اس نے بھول کر بسم اللہ چھوڑی تھی تو اس کا ذبیحہ کھا لیا جائے گا۔

⇐ یہ امام اعظم کے نزدیک ہے۔

⇐ امام شافعی کے نزدیک۔
دونوں صورتوں میں اس کا ذبیحہ کھانا جائز ہے گا۔

⇐ امام مالک کے نزدیک۔
دونوں صورتوں میں نہیں کھانا جائز ہے گا۔

نوٹ:
ترک بسم اللہ میں مسلمان اور کتابی ایک ہی حکم میں ہیں۔

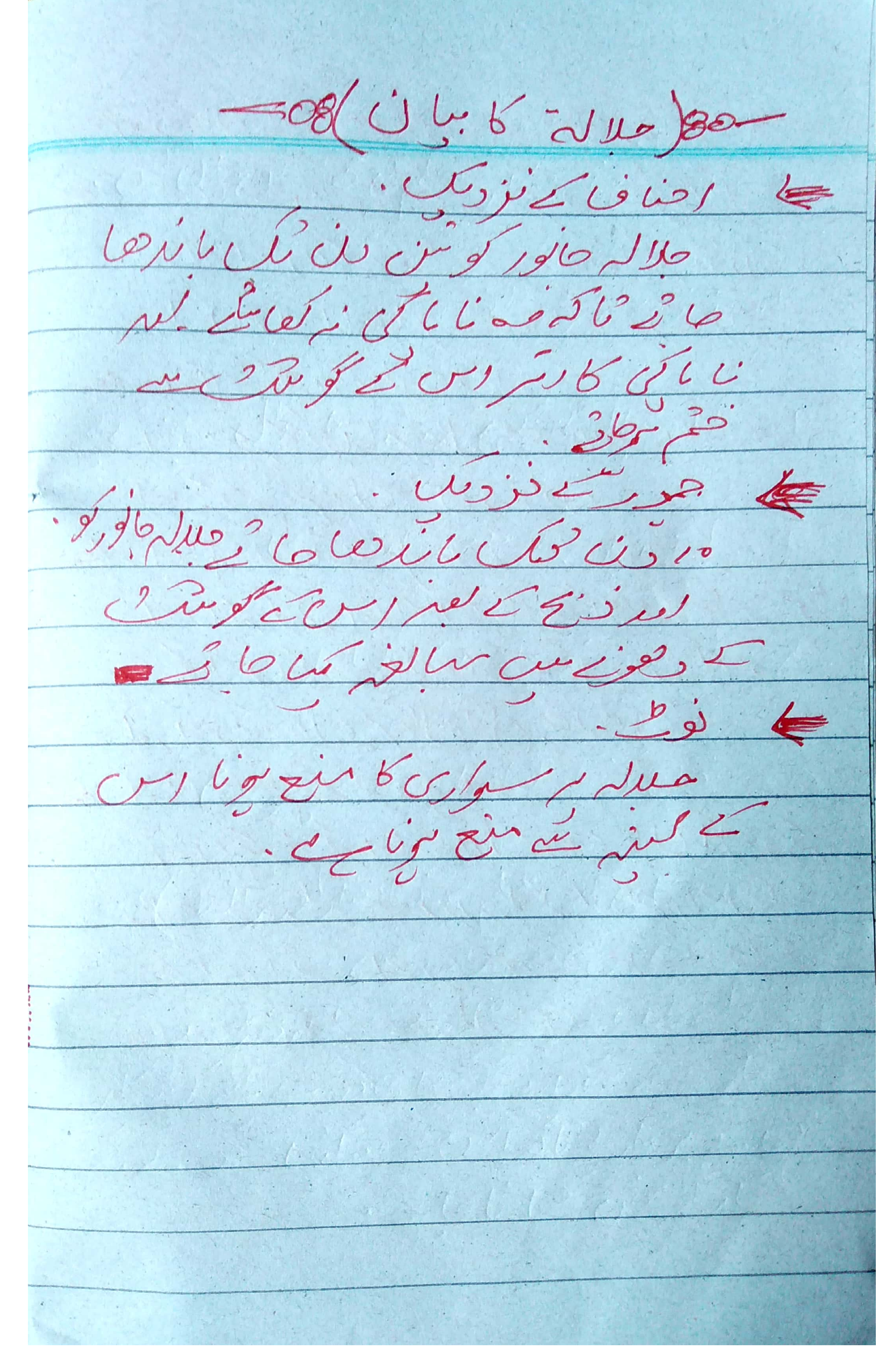
(مادہ جانور کے پیٹ میں موجود بچے کی ماں کو ذبح کرنا)

← کسی شخص نے اونٹنی کو نحر کیا یا بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا۔ تو اس کو کھانا جائز ہے۔ (امام احمد کے نزدیک)

← امام شافعی کے نزدیک۔
اس بچہ کا کھانا ہر حال میں درست ہوگا۔ خواہ اس کے جسم پر بال ہوں یا نہ ہوں۔

← امام مالک کے نزدیک۔
اس بچہ کو کھانا اس صورت میں جائز ہوگا۔ جبکہ اس کی جسمانی ساخت مکمل ہو چکی ہو۔ اور اس کے بدن پر بال نکل چکے ہوں۔

← امام اعظم کے نزدیک۔
اس بچہ کو کھانا حلال نہیں۔ ہاں اگر وہ بچہ ماں کے پیٹ سے زندہ نکلے اور پھر اس کو ذبح کیا جائے۔ اس صورت میں اس کو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔



(جلالہ کا بیان)

احناف کے نزدیک:

جلالہ جانور کو تین دن تک باندھا جائے تاکہ وہ ناپاکی نہ کھا سکے۔ جب ناپاکی کا اثر اس کے گوشت سے ختم ہو جائے۔

جمہور کے نزدیک:

۱۰ دن تک باندھا جائے جلالہ جانور کو۔ اور ذبح کے بعد اس کے گوشت کے دھونے میں مبالغہ کیا جائے۔

نوٹ:

جلالہ پر سواری کا منع ہونا اس کے پسینے سے منع ہونا ہے۔

کتاب الصید

حرم کی حدود کے علاوہ ہر جگہ شکار کرنا حلال ہے۔ بشرطیکہ شکار کرنے والا حالت احرام میں نہ ہو۔

رسالہ ابن ابو زید میں لکھا ہے۔ محض لہو لعب کی خاطر شکار کرنا مکروہ ہے۔

معراض اس تیر کو کہتے ہیں۔ جو بے پر کا ہو۔

شکار کرنا مباح ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

کسب معاش کے لیے شکار کرنا جائز ہے۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص ذبح کی نیت کے بغیر شکار کرتا ہے۔ تو اس کے لیے شکار کرنا حرام ہے۔ کیونکہ زمین میں فساد ہے۔ اور ایک جاندار ہے مقصد جتنا لہو کرتا ہے۔

علامہ لحمی نے شکار کے حکم کی ۵ قسمیں بیان کیں۔

١- زندگی برقرار رکھنے کے لیے۔

٢- اہل و عیال کی تنگی کے وقت یا سوال سے بچنے کے لیے

٣ اپنے آپکو بھوک کی ہلاکت سے بچانے کے لیے

٤- لہو لعب کے لیے شکار کرنا مکروہ ہے۔

٥- ذبح کرنے اللہ کھانے کی نیت کے بغیر حرام ہے۔

شکاری کتے کے معلم ہونے کا معیار اور شرائط

اس کی دو شرائط ہیں۔

1- اپنے مالک کے پیچھے حملہ کرنے کیلئے دوڑے۔

2- مار سے نہ سکھائے بلکہ شکاری دوسرے کتے کو شکار کھانے پر مارے تاکہ اس سے وہ کتا سیکھ لے کہ شکار کو نہیں کھانا چاہئے۔

Scanned with CamScanner

شکار کی شرائط کا بیان

۱- جس جانور کیساتھ شکار کیلئے جائے وہ سدھایا ہوا ہو۔

۲- جس جانور کیساتھ شکار کیا جا رہا ہے وہ زخمی کرنے والا ہو۔

۳- وہ جانور اپنے دانتوں اور پنجوں سے زخم کر ڈالے

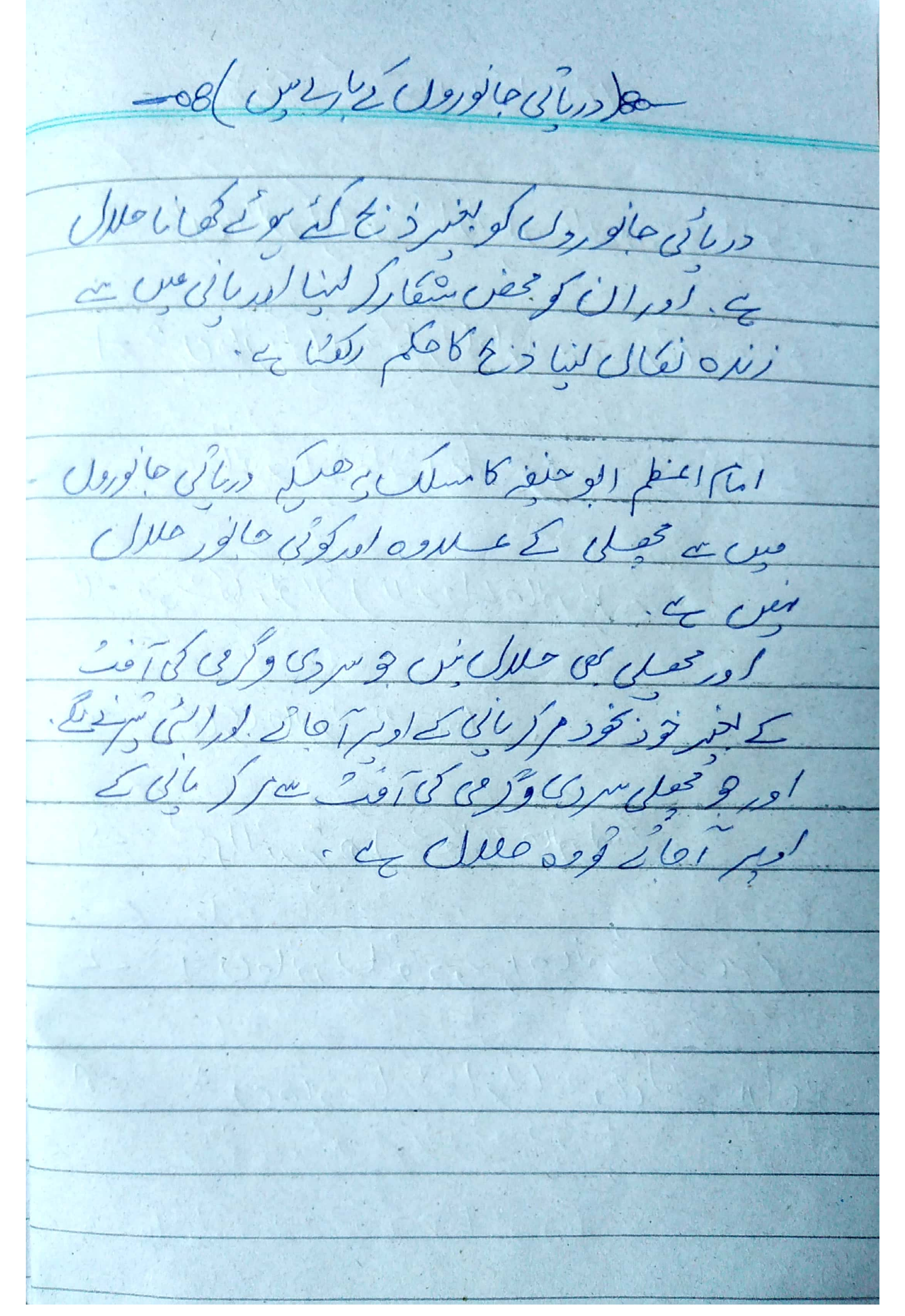
۴- وہ شکار کو پکڑ کر لانے والا جانور ہو۔

۵- شکاری جانور کو بھیجا جائے۔

۶- بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو بھیجے۔

۷- اس جانور کیساتھ دوسرا جانور شریک نہ ہو۔

۸- جس جانور کا شکار کیا جائے وہ فی نفسہ حلال ہو۔



مسئلہ ۵۸) دریائی جانوروں کے بارے میں

دریائی جانوروں کو بغیر ذبح کئے ہوئے کھانا حلال ہے۔ اور ان کو محض شکار کر لینا اور پانی میں سے زندہ نکال لینا ذبح کا حکم رکھتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ دریائی جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ اور کوئی جانور حلال نہیں ہے۔
اور مچھلی بھی حلال نہیں جو سردی و گرمی کی آفت کے بغیر خود بخود مر کر پانی کے اوپر آ جائے اور الٹی تیرنے لگے۔ اور جو مچھلی سردی و گرمی کی آفت سے مر کر پانی کے اوپر آ جائے تو وہ حلال ہے۔

گوہ کے بارے میں

گوہ کو گورکھوڑ بھی کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی عمر سات سو سال تک
کی ہوتی ہے۔
اس کی بڑی عجیب خصوصیات بیان کی جاتی ہیں۔
مثلاً یہ پانی نہیں پیتی بلکہ ہوا کے سہارے
زندہ رہتی ہے۔

چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے۔
اور اس کے دانت کبھی نہیں ٹوٹتے۔

بعض علماء نے کہا
حضور علیہ السلام نے گوہ کو نہ کھانا کراہیت طبعی
کی بناء پر تھا۔

امام اعظم کے نزدیک
گوہ کو کھانا حرام ہے۔

امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک
اس کا کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اس کی دلیل۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
میں اسے حرام قرار نہیں دیتا۔
راوی کہتے ہیں۔
یعنی گوہ کو حرام قرار نہیں دیتا۔